THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد پنجم] ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۶ نبوی سنہ ۱۲۹۱ ہجری [نمبر ۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اِس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اِس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا *

جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہی اور ساتھہ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہی کہ اگر چاہیں تو اَور کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھہ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساٹھہ روپیہ سالانہ دینا ہوگا *

یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار حسبِ اقتضاے مضامین ہوگا چھپا کریگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور ہر خریدار اُس سال رواں کے شروع سے جس میں وہ خریدار ہوا ہی خریدار تصور ہوگا اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھہ تعلق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ معہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا بشرطیکہ وہ پرچہ زائد دفتر میں موجود ہو *

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین تہذیب الاخلاق

اِس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھہ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اِس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اِس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھہ روپیہ بطور ڈونیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اِس پرچہ کے اُنھی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیگڈہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی *

اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں *

تتمۂ مضمون لکچر نمبر ۱

اسیطرح اور تبدیلی واقع ہوئی ' جسکو انسان کی اندرونی حالت سے کچھہ علاقہ نہ تھا ؛ بلکہ انسان کی بیرونی حالت سے متعلق تھی ' یعنی اُس تبدیلی کی وجہہ سے لوگوں کی مجموعی حالت بدل گئی اور اصلاح پذیر ہوگئی : بیشک یہہ تبدیلی بھی شایستگی کی قطعی علامت تھی ۔ تمام علم تاریخ کے دیکھنے سے ہر جگہہ یہی نتیجہ پایا جائیگا ؛ کوئی واقعہ جسکے سبب سے شایستگی و شگفتگی ہوئی ہو ایسا نہ پایا جائیگا ' جسکی بدولت ایک نہ ایک اثر اُس قسم کا جسکا اوپر ذکر ہوا پیدا نہوا ہو ۔

پس اگر میری راے غلط نہو ' تو اصطلاح سولزیشن یعنی شایستگی کے عام پسند اور طبعی معنی یہی ہیں ۔ میں نے واقعہ شایستگی کی صرف تعریف کی ہی ' اور اُس کی ماہیت کا بیان کامل طور سے نہیں ہوا ؛ مگر بہرحال اُسکی عام علامتیں کامل طور سے ظاہر کردی گئی ہیں ' یعنی دو بڑی علامتیں شایستگی کی یہی قرار پائیں ۔ اب یہہ سوال پیش آتا ہی کہ اِن دونوں علامتوں میں سے کسی ایک سے ' یعنی لوگوں کی مجموعی حالت کی شگفتگی سے ' یا لوگوں کی جداگانہ ذاتی حالت کی ترقی سے ' پوری شایستگی ہوسکتی ہی یا نہیں ؟ یہہ دونوں واقعات ایسا اتصال اور ضروری تعلق باہم رکھتے ہیں ' کہ اگر اُنکا ظہور وقت واحد میں نہو تو بھی اُن میں تفرقہ نہیں ہوسکتا ' اور جلد یا دیر میں ایک سے دوسرا پیدا ہوجاتا ہی ۔

میرے نزدیک اس سوال کا تصفیہ کرنے میں تین طرح پر عمل ہوسکتا ہی ؛ یعنی ایک تو ہم شایستگی کے اجزا کی خاص ماہیت تحقیق کرکے یہہ بات دریافت کرسکتے ہیں ' کہ اُن کے آپس میں بلحاظ اُنکی اصلیت کے ایسا اتصال اور ارتباط ہی یا نہیں ' اور اُنکا اجتماع ایک دوسرے کے ساتھہ لازم و ملزوم ہی یا نہیں ؛ دوسرے ہم علم تاریخ سے یہہ امر تحقیق کرسکتے ہیں ' کہ اُنکا ظہور ایک دوسرے سے علحدہ اور جداگانہ ہوا ہی ' یا ہمیشہ ایک جزو دوسرے جزو کی پیدایش کا باعث ہوا ہی ؛ تیسرے ہم اس سوال کی نسبت انسانوں کی عام راے یا عام قوم سے مشورہ کرسکتے ہیں ۔ اول میں عام راے کی طرف رجوع کرتا ہوں ۔

جبکہ کوئی بڑا تبدل کسی ملک کی حالت میں واقع ہوتا ہی ' اور اُسکی دولت اور قوت کو بڑی ترقی حاصل ہوتی ہی ؛ اور اُسکے آپس ذریعوں کی تقسیم میں ' جو لوگوں کو بحالت مجموعی حاصل ہوتے ہوں ' انقلاب پیدا ہوتا ہی ' اور اُس نئے واقعہ کی بہت لوگ مزاحمت اور اُس سے مخالفت کرتے ہیں ' اور یہہ مزاحمت ہمیشہ ضرور پیش آتی ہی ؛ اور اُس تبدیلی کے مخالف عموماً یہہ کہتے اور فریاد کرتے ہیں ' کہ لوگوں کی مجموعی حالت کی ترقی متنازعہ سے اُنکی باطنی حالت یعنی اخلاق وغیرہ کی کسیطرح اور کچھہ بھی اصلاح نہیں ہوتی ؛ اور یہہ ترقی نری دھوکا بازی ہی ' واقعی نہیں ہی ' کیونکہ اُسکا نتیجہ اخلاق کے حق میں اچھا نہیں ہی ؛ اور جو لوگ اُن کے باہمی تعلقات اور معاشرت کی ترقی کے طرفدار اور دوست ہوتے ہیں ' وہ اس اعتراض کی زور شور کے ساتھہ تردید کرکے برخلاف اس کے کہتے ہیں ' کہ لوگوں کی مجموعی حالت معاشرت کی ترقی سے اخلاق کی ترقی بھی ضرور ہوگی ؛ جب بیرونی حالت کا نظم و نسق بہتر ہوتا ہی تو لوگوں کی اندرونی حالت بھی خالص اور مہذب ہوجاتی ہی ؛ غرض کہ نئی تبدیلی کے مخالفوں اور اُس کے معاونوں کے باہم ' سوال مذکورہ کی یہہ کیفیت ہوتی ہی جو بیان کی گئی ۔

اب ہم امر مذکورہ بالا کے برعکس فرض کرکے دیکھیں ' یعنی فرض کریں کہ اخلاق کی اصلاح ظہور میں آوے ' تو جو لوگ اُسکی ترقی کے لئے کوشش کرتے ہیں وہ عموماً کس چیز کا وعدہ کرتے ہیں ؟ خیال کرنا چاہیئے کہ جب لوگوں کے فرقہ قایم ہوکر جابجا آباد ہوئے ' اور مذہب کے پیشواؤں اور حکیموں اور شاعروں نے لوگوں کے اطوار کی درستی اور اصلاح میں سعی اور کوشش کی ' تو اُنہوں نے کن کن نتیجوں کا وعدہ کیا ۔ واضح ہو کہ اُنہوں نے اپنی سعی اور کوشش سے یہہ وعدہ کیا ' کہ لوگوں کی مجموعی حالت کی اصلاح ہوگی ؛ اور جو ذریعہ ہر قسم کے اُنکو حاصل ہوں اُنکی تقسیم زیادہ خوبی اور انصاف سے ہوجاویگی ۔ پس اب غور کرنا چاہیئے کہ ایسے قولوں اور وعدوں کا منشاء اور نتیجہ کیا ہی ؟

منشاء اُنکا یہہ ہی کہ لوگوں کو خود اپنی طبیعت سے یہہ جبلی یقین ہی ' کہ سولزیشن کے دونوں اجزا یعنی معاشرت کی شگفتگی اور اخلاق کی ترقی آپس میں بہت سا ارتباط اور اتصال رکھتے ہیں ؛ اسی طبعی اور جبلی یقین پر وہ لوگ رجوع کرتے ہیں ' جو شایستگی کی دونوں قسموں مذکورہ میں سے کسی ایک قسم کی تائید یا مخالفت کرتے ہیں ۔ اس میں کچھہ شک نہیں ' کہ اگر ہم لوگوں کو یہہ یقین کراسکیں کہ معاشرت کی اصلاح اُنکی باطنی ترقی کا مصدر ہوگی ' تو جو انقلاب مجموع عام پر اثر کرتا ہو اُس کے منظور کرنے اور ترقی دینے میں کامیاب ہونگے ۔ برخلاف اس کے جب ہم وعدہ کریں کہ مجموعی حالت کی اصلاح لوگوں کی جداگانہ اور ذاتی تہذیب سے کی جاویگی ' تو ظاہر ہی کہ ایسے وعدوں کا اعتبار کیا جاتا ہی ؛ اور اسیوجہہ سے یہہ تدبیر کامیابی کے ساتھہ عمل میں آتی ہی ؛ پس

تتمہ لکچر نمبر ١

ہر ایک انسان کو اپنی طبیعت اور عقل کی گواہی سے اسبات کا یقین ہی ' کہ شایستگی کی تدبیریں ایک دوسرے سے متعلق اور باہم مخلوط ہیں ' اور ایک کے ذریعہ سے دوسری پیدا ہوتی ہی ۔

دوسرے ' اگر ہم دنیا کی تاریخ پر توجہہ کریں ' تو بھی نتیجہ اُس سے بھی برآمد ہوگا ؛ اور معلوم ہوگا کہ تمام بڑی بڑی ترقیاں باطنی انسان کی مجموعی حالت خلایق کو مفید ہوئی ہیں ؛ دونوں واقعات مذکورہ میں سے ایک نہ ایک غلبہ پر اور بڑے اثر کے ساتھہ ظاہر ہوتا ہوا ' اور جو ترقی ہوتی ہی اُسپر اپنی خاص علامت کا نقش قایم کرتا ہوا پایا جائیگا ۔ بعض اوقات ایک واقعہ کے ظہور سے بہت مدت دراز میں ہزارہا مزاحمتوں اور انقلابوں کے بعد دوسرا واقعہ ظاہر ہوکر اُس شایستگی کو پورا کرتا ہی ' جو پہلے واقعہ کے ذریعہ سے شروع ہوتی ہی : لیکن اگر اُنکی بخوبی تحقیقات کی جاویگی ' تو باہمی تعلق اُنکا جلد دریافت ہوجائیگا ۔ قدرت کے کاموں کی رفتار تنگ حدوں میں محصور نہیں ہوتی ہی ؛ وہ اس بات کے پابند اور اُسپر مجبور نہیں ہوتے کہ جو اصول کل قایم ہوا تھا ' آج اُسکے نتیجہ کی پیروی کرے ؛ بلکہ قدرت کے کاموں کے نتیجے ایک مرصہ واجب کے گذرنے کے بعد اپنے وقت معین پر ' شاید سیکڑوں برس کے بعد ' ظاہر ہوتے ہیں ۔ اگرچہ وہ دلایل جن کے بموجب قدرت کے کام انجام ہوتے ہیں ہمکو صاف صاف معلوم نہیں ' لیکن معلوم نہونے کی وجہہ سے اُس کے اصول اچھہ کم صحیح اور کم مضبوط نہیں ہوتے ۔ خدا تعالی کے نزدیک وقت کچھہ ہستی نہیں رکھتا ۔ وقت کے اندر سے قدرت اس طرح گذر جاتی ہی جیسے † ہومر شاعر کے دیوتا خط میں سے ' اور بہت سے زمانوں کے گذرنے پر قدرت کی رفتار کا ایک قدم پورا ہوتا ہی ۔ خیال کرنا چاہیئے کہ جب مذہب ‡ عیسائی نے مجمع خلایق کے باہمی تعلقات اور معاشرت کی اصلاح میں بڑا اور اچھا اثر پیدا کیا ' تو اُس سے پیشتر کتنی صدیاں گذر گئیں ' اور کیسے کیسے بے انتہا واقعات ظہور میں آئے ' مگر باوجود اس کے مذہب عیسائی کی تاثیر اور کامیابی میں مدت کے گذر جانے سے کچھہ فرق نہیں ہوا ‡ ۔

تیسرے ' اگر ہم تاریخ سے قطع نظر کرکے اُن دونوں واقعات کی ماہیت کو تحقیق کریں جن سے شایستگی مرکب ہی ' تو بھی ہمکو بلاشبہہ یہی نتیجہ حاصل ہوگا ۔ ہر شخص کو اپنی خاص حالت سے اسی نتیجہ کا تجربہ ہوا ہی ۔ جب انسان کے اخلاق میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی ہی ' یعنی بہ نسبت سابق کے اُس کو کسی خیال یا قوت یا خوبی کا علم زیادہ حاصل ہوتا ہی ' اور اُس کے سبب سے خاص اُس کی ذاتی ترقی ہوتی ہی ' تو خیال کرنا چاہیئے کہ اُسوقت اور اُسی کے ساتھہ اُس کو کیا خواہش اور کیا حاجت پیدا ہوتی ہی ؟ وہ اُسوقت یہہ چاہتا ہی کہ میں اپنے نئے خیال کو تمام لوگوں پر ظاہر کروں اور اپنے خیالات کا بیرونی طور سے اظہار کروں ۔ جوں ہی کسی شخص کو کوئی بات حاصل ہوتی ہی ' اور اُس کو اپنی ذات کی نسبت کسی نئی ترقی کا یقین ہوتا ہی ' اور اُس کی ذات کو زیادہ قدر و منزلت حاصل ہوتی ہی ' تو وہ اس نئی تحصیل کے قبضہ کا خیال باندھتا ہی ' یعنی اپنے آپ کو اُس عمدہ ذریعہ کا قابض سمجھتا ہی ' اور اپنی طبیعت کے مقتضا اور تحریک باطنی کے سبب سے وہ اس بات کی خواہش کرنے پر مجبور ہوتا ہی ' کہ اُس تبدیلی اور اصلاح کو ' جو خاص اُس کی ذات میں ہوئی ہی ' اور لوگوں پر وسعت دیوے ۔ اسی دلی خواہش اور باطنی جوش کے سبب سے دنیا میں بڑے بڑے اصلاح اور تہذیب کرنے والے پیدا ہوئے ہیں ' یعنی وہ عالی ہمت لوگ جنھوں نے خود اپنی ذات کو بدل کر روے زمین کی ہیئت کو بدل ڈالا ' اور اسی ضرورت اور باطنی خواہش کی وجہہ سے وہ ہمیشہ اپنی راہ پر ثابت قدم اور آگے کو بڑھتے رہے — اب اسقدر حال اُس تبدیلی کا جو انسان کے باطن میں ہوتی ہی بیان کرکے دوسری قسم کی تبدیلی پر توجہہ کی جاتی ہی ۔ جب کوئی انقلاب خلقت کی مجموعی حالت میں ہوتا ہی ' اور اُس کے سبب سے اُس حالت کا نظم و نسق اچھی طرح پر ہوجاتا ہی ' اور مال و دولت اور حقوق کی تقسیم لوگوں میں زیادہ انصاف سے ہوجاتی ہی ' یعنی دنیا کی صورت زیادہ صاف اور خوشنما ہوجاتی ہی ' اور ملک کے حاکموں کی کارروائی اور لوگوں کا آپس کے معاملات میں عمل درآمد زیادہ قرین انصاف اور مروت کے ساتھہ ہوجاتا ہی ' تو کیا ہم یہہ خیال کرسکتے ہیں کہ دنیا کی ایسی ترقی یافتہ حالت اور بیرونی حالت کی ایسی اصلاح کا اثر انسان کی باطنی حالت یعنی انسانیت پر لوٹ کر نہیں پڑتا ؟ واضح ہو کہ جو کچھہ قدر و منزلت مثالوں اور نظیروں اور رسم و رواج اور عمدہ تعرفوں کو حاصل ہی ' اُس کی بنیاد صرف اسی اثر پر قایم ہی ' اور ہر بیرونی اور خارجی واقعہ ' جس کا نظام و نسق اچھی طرح پر ہوا ہو ' ہمیشہ اُسی قسم کے اور اُسی قدر و منزلت والے اندرونی اور باطنی واقعہ کا باعث ہوتا ہی ' گو دیر میں ہو یا جلد ' ناقص ہو یا کامل ۔ پس جبکہ خلقت کی مجموعی حالت کا انتظام اچھی طرح پر ہو ' اور دنیا زیادہ تر انصاف پسند ہوجاوے ' تو

---

† ہومر یونان قدیم کا نہایت عالی طبع شاعر تھا اُس کی ذہانت اور نازک خیالی کی آج تک تمام اہل یوروپ بڑے جوش و خروش کے ساتھہ تعریف کرتے ہیں ۔

‡ مذہب اسلام کا عمدہ اور بڑا اثر ایسا سست اور ناقص نہیں ہوا ۔

اُس کے سبب سے انسان کی ذاتی حالت بھی زیادہ درست اور مہذب ہوجاویگی ۔ جسطرح پر کہ خارجی حالت بذریعہ باطنی حالت کے اصلاح پاتی ہی ‘ اُسیطرح باطنی حالت کو خارجی حالت سے تہذیب ہوتی ہی ؛ دونوں اجزاء شایستگی ایک دوسرے سے بہت سا اختلاط اور تعلق رکھتے ہیں : ہرچند کہ سینکڑوں برس اور ہر قسم کے موانع اُن کے درمیان میں حائل ہوتے ہیں ‘ اور ممکن ہی کہ اُن کے باہم وصل اور اختلاط ہونے کے لیئے اُن کی ہزار صورتیں بدلتی ہوں ‘ مگر جلد یا دیر میں اختلاط اُن کا ضرور ہوجاتا ہی : اُن کی اصلیت اور عام علم تاریخ اور انسانوں کے دلی یقین تینوں کا یہی نتیجہ اور مقتضاء ہی ۔

میں خیال کرتا ہوں کہ اگرچہ میں نے اس مضمون یعنی واقعہ شایستگی کی تعریف میں کامل اور کافی گفتگو نہیں کی ہی ‘ مگر مختصر طرز پر جہاں تک بطور کامل تشریح اُس کے وجوہ کی ممکن تھی کی ہی ۔ غرضکہ اُس کی حدیں قایم ہوگئیں ‘ اور جو بڑے بڑے اُمور اُس کی بیخ و بنیاد ہیں ‘ اور شایستگی کے باب میں توجہ کے قابل ہیں ‘ اُن کو بیان کردیا ہی ۔ اسی قدر کافی ہوتا ‘ لیکن ایک اور امر پر گفتگو کرنے سے ‘ جو اس موقع پر میرے خیال میں آتا ہی ‘ میں در گذر نہیں کرسکتا ۔ وہ امر تاریخانہ امور میں سے نہیں ہی ‘ بلکہ ایسے امور قیاسی میں سے ہی ‘ جنکا ایک سرا تو انسان کے اختیار میں ہوتا ہی ‘ اور دوسرا سرا اُس کی رسائی سے ہمیشہ باہر رہتا ہی ؛ اُن کی پوری کیفیت اور اندازہ اُس کو معلوم نہیں ہوسکتا ؛ صرف ایک ہی پہلو پر انسان کی نظر پہنچ سکتی ہی ؛ مگر باوجود اس کے وہ اصلی اور واقعی ہیں اور ہماری توجہ کے مستحق ہیں ‘ کیونکہ برخلاف ہماری مرضی کے ہمیشہ ہمارے سامنے موجود رہتے ہیں — اب دریافت کرنا چاہیئے کہ دونوں قسم کی تہذیب اور اصلاح مذکورہ میں سے ‘ جنسے واقعہ شایستگی مرکب ہی ‘ یعنی خلقت کی مجموعی حالت کی ترقی ‘ اور انسان کی جداگانہ ذاتی حالت یعنی انسانیت کی تہذیب میں سے ‘ کونسی قسم اصل مقصود اور نتیجہ ہی ‘ اور کونسی اُس مقصود کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہی ؟ آیا انسان اپنی ذات اور قواء اور خیالات کی ترقی اس غرض سے کرتا ہی ‘ کہ انسانوں کی مجموعی حالت یعنی تمدن اور معاشرت کی تکمیل اور دنیوی تعلقات کی اصلاح ہووے ‘ یا خلقت کی مجموعی حالت کی اصلاح اور ترقی اس مراد سے کی جاتی ہی کہ اُس سے انسان کی ذات اور قواء اور خیالات کی شایستگی ہو ؛ یعنی خلقت کی مجموعی حالت ہرایک انسان کی جداگانہ ذاتی حالت کے کام آوے ‘ یا انسان کی جداگانہ ذاتی حالت سے خلقت کی مجموعی حالت کو امداد پہنچے ؟ ہمیشہ اس سوال کے جواب پر بہت بات منحصر رہتی ہی کہ آیا انسان کی حالت ذاتی صرف یہی ہی کہ باہم اپنے ہمجنسوں کے رہکر اپنی اوقات گذار دے اور اُس کی ذات بالکل مجموع خلایق کے کام آوے ‘ یا اُس کی ذات میں کوئی اور ایسی چیز بھی موجود ہی جو اُس کی دنیوی زندگی سے برتر اور افضل ہی ؟ ۔

اس سوال کو ایک نامی شخص رایر کولرڈ صاحب نے ‘ جنکی دوستی کا فخر مجھکو حاصل ہی ‘ اور جو ایسے جلسوں سے جیسا کہ ہمارا † جلسہ ہی ترقی کرکے زیادہ قوی اور خطرناک ‡ جلسوں میں اول درجہ پر پہنچے ہیں ‘ اور جنکی گفتگو کا اثر اُن کے تمام سامعین کے دلوں پر ہی ‘ اپنے علم و یقین کے موافق اپنی اُس گفتگو میں حل کیا ہی ‘ جو اُنہوں نے مسودہ قانون تدارک مذہبی مال گزاری کے باب میں کی ہی : چنانچہ اُن کی اُس گفتگو میں یہہ دو فقرہ مندرج ہیں " کہ انسان خلقت کے گروہوں میں پیدا ہوتے اور مرتے ہیں ‘ اور اُن کے مقدر اُس سے انجام پاتے ہیں ؛ مگر اُن گروہوں میں انسان کی بالکل ذات داخل اور شامل نہیں ہی ؛ علاوہ اُس توجہ کے جو انسان مجموعی حالت یعنی دنیا پر صرف کرتا ہی ‘ اُسکی ذات کا نہایت عمدہ حصہ یعنی وہ اعلی درجہ کے قواء ‘ جنکی ذریعہ سے وہ خدا تعالی تک رسائی حاصل کرتا ہی ‘ اور حیات آخرت اور عالم غیر محسوس کی ایسی خوشی جو بیان میں نہیں آسکتی حاصل کرتا ہی ‘ اُس کے پاس باقی رہتی ہیں ؛ انسان کا وجود مخصوص بالذات امتیاز اور تصدیق کے قابل اور غیر فانی ہی ‘ اور مقدر اُس کا ماکون یا خلقت کے گروہوں کے انجام سے مختلف ہی ۔

میں اس پر کچھہ اپنی طرف سے زیادہ کرنا ضرور نہیں سمجھتا ‘ اور خاص اس امر کی بحث مجھکو منظور نہیں ہی ‘ اس لیئے صرف اُس کے بیان کردینے پر اکتفا کرتا ہوں ۔ شایستگی کی تاریخ میں اُس کا ظہور موجود ہی ‘ یعنی جب تاریخ شایستگی پوری ہو جاتی ہی اور ہماری موجودہ زندگی کی نسبت کچھہ زیادہ کہنا باقی نہیں رہتا ‘ تو ضرور انسان اپنے دل سے پوچھتا ہی کہ آیا اب کوئی چیز اُس کی توجہ کے قابل رہی ہی یا نہیں ‘ اور وہ سب چیزوں کے انجام پر پہونچ گیا یا نہیں ؟ پس یہہ امر تمام اُن امور میں سے نہایت عالی مرتبہ اور آخر ہی ‘ جس کی طرف تاریخ شایستگی ہمکو مایل کرسکتی ہی ؛ اس مقام پر اس امر کے صرف مرتبہ اور درجہ کا ذکر کردینا کافی ہی ۔

---

† اس جلسہ سے عام جلسہ مراد ہی جو اُس میں لوگ جمع ہوکر [illegible] کے طور پر کرتے ہیں ۔

‡ اس جلسہ سے ملکی جلسہ مراد ہی جو بہ نسبت عام جلسوں کے زیادہ قوی اور پر خطر ہوتا ہی ۔

جو کچھہ بیان کیا گیا ' اُس سے ظاہر ہی کہ شایستگی کی تاریخ دو طریقوں اور دو صورتوں سے بیان ہو سکتی ہی ' اُس کے دو مخرج ہیں : ایک تو یہہ کہ مورخ کسی قوم کی اندرونی اور باطنی حالت پر کسی محدود زمانہ کے اندر اپنی توجہہ مصروف کر سکتا ہی ؛ دوسرے اُس قوم کی بیرونی اور خارجی حالت سے بحث کر سکتا ہی' یعنی جو واقعات اور تبدیلیاں اور انقلاب انسان کی ذات میں ہوئے ہیں ' اُن کے حالات لکھے ' اور اُسکو ختم کرکے اُس قوم کی مجموعی حالت اُسی زمانہ کی بیان کرے ؛ خواہ اس کے برعکس عمل کرے ' یعنی انسان کی ذات پر توجہہ کرنے کے بدلے وہ دنیا کے حالات کو اپنا مضمون بناوے ' اور انسان کے خیالوں اور رایوں کے انقلابوں کے بیان کرنے کے بجاے وہ انسان کی خارجی حالت یعنی لوگوں کی مجموعی حالت کی تبدیلیوں اور واقعات کو اپنا مد نظر ٹھہراوے ۔ یہہ دونوں حصے اور شایستگی کی تاریخیں آپس میں بہت سا اتصال اور اختلاط رکھتی ہیں ' بلکہ دونوں کو ایک دوسرے کا عکس اور شبیہہ تصور کرنا چاہیئے ؛ مگر باوجود اسکے وہ ایک دوسرے سے جدا ہوسکتے ہیں : خصوصاً آغاز بیان میں تو اُنکو اس نظر سے جدا کرنا لازم ہی کہ ہر ایک حصہ کا مفصل اور صاف صاف بیان ہوسکے۔ میرا یہہ ارادہ نہیں ہی کہ انسان کی ذاتی اور قلبی شایستگی کی تاریخ پر تمہارے روبرو کچھہ گفتگو کروں ' بلکہ خارجی واقعات یعنی لوگوں کے باہمی تعلقات اور معاشرت کے واقعات محسوسہ کی تاریخ پر متوجہہ ہونا منظور ہی ۔ البتہ میری یہہ خواہش تھی کہ تمام واقعہ شایستگی کی کیفیت ' جیسی وسعت اور پیچیدگی کے ساتھہ میرے خیال میں ہی ' آپ صاحبوں کے روبرو بیان کرتا ' اور تمام بڑے بڑے اُمور جو شایستگی سے متعلق ہیں ظاہر کرتا ؛ مگر بالفعل میں اپنی تحقیق کے میدان کو تنگ اور محدود رکھکر صرف لوگوں کی مجموعی حالت اور معاشرت کی تحقیق اور تاریخ پر اکتفا کرتا ہوں ۔

میں اس تاریخ کا آغاز اس طرح پر کرونگا کہ یورپ کی شایستگی کے اجزا کا بیان اُنکی ابتدائی پیدایش سے یعنی زوال سلطنت روم قدیم سے کرونگا ؛ اور لوگوں کی مجموعی حالت کا جو کچھہ حال اُس سلطنت کی مشہور و معروف تباہی اور خرابی کے وقت میں تہا اُسکو معلوم کرونگا ۔ مجھکو شایستگی مذکور کے اجزا کو از سرنو شگفتہ کرنا منظور نہیں ہی ؛ اُنکا فراہم اور جمع کردینا مقصود ہی ؛ اور پندرہ سو برس میں جو اُسوقت سے اب تک گذرے ہیں شایستگی مذکور کو جو کچھہ نشو و نما اور شگفتگی ہوئی ہی ' اُس کو مسلسل بیان کرونگا ۔

میں سمجھتا ہوں کہ جب میں اس واقعہ کی کسی قدر تاریخ بیان کرونگا ' تو یقین کے ساتھہ دریافت ہوگا کہ شایستگی ہنوز کم سن ہی یعنی تھوڑے ہی عرصہ سے اُس کا وجود قایم ہوا ہی ' اور دنیا کی تمام رفتار کا حال ابھی تک ہمارے اندازہ اور قیاس میں نہیں آیا ہی ۔ بے شک ابھی انسان کی فہم و فراست اُس درجہ سے بہت بعید ہی ' جس پر اُس کا پہونچنا ممکن معلوم ہوتا ہی ؛ اپنے انجام تک کے تمام زمانہ کی ماہیت ہماری سمجھہ میں آنی دشوار ہی ۔ اگر کوئی شخص اپنے دل میں غور اور فکر کرکے اُس غایت درجہ کی رفاہ اور فلاح کا نقشہ اور تصور باندھے ' جو اُس کے خیال اور توقع میں ہو ' اور پھر اُس تصور کو دنیا کی واقعی موجودہ حالت سے مقابلہ کرے ' تو اُس کو یقین ہو جاویگا کہ لوگوں کی مجموعی حالت اور شایستگی کی بنیاد تھوڑے عرصہ سے قایم ہوئی ہی' اور جس قدر راہ ہمنے طے کی ہی وہ ' بمقابلہ اُس راہ کے جو ہنوز طے ہونی باقی ہی ' نہایت قلیل اور خفیف ہی ؛ مگر اس سے اُس سرور میں کچھہ کمی نہیں ہو سکتی ہی جو ہمکو اپنی واقعی حالت کے سوچنے اور سمجھنے سے حاصل ہو ۔

چونکہ میں تاریخ شایستگی یورپ کے بڑے بڑے واقعات پندرہ سو برس گذشتہ کی بابت تمہارے روبرو بیان کرنا چاہتا ہوں ' اُن سے تمکو دریافت ہوگا کہ اب تک انسان کی حالت نہ صرف باعتبار حالات خارجی یعنی تمدن اور معاشرت کے ' بلکہ حالات باطنی یعنی قلبی اور روحی کے اعتبار سے بھی کس قدر جفا کشی اور آفتوں میں مبتلا رہی ہی ۔ اُس تمام زمانہ میں انسان کی طبیعت کو اُسی قدر سختی اور مصیبت گوارا کرنی پڑی ہی ' جس قدر کہ انسانوں کے مجموعہ کو ؛ اور معلوم ہوگا کہ شاید اول ہی مرتبہ انسان کی ذات ایسی حالت کو زمانہ حال میں پہونچی ہی جو موجود ہی ؛ گو ابھی تک وہ بہت ناقص اور نا کامل ہی ' لیکن ایسی ہی کہ اُس میں کچھہ امن و امان اور صلح اور اتفاق پایا جاتا ہی ۔ یہی حال خلقت کی مجموعی حالت کا بھی ہی ' چنانچہ اُس کو بھی بہت ترقی حاصل ہوئی ہی ' اور انسانوں کی حالت زمانہ سابق کی نسبت آسودہ اور قرین انصاف ہی ۔ جب کہ ہم اپنے بزرگوں کے حال پر نظر ڈالیں تو لیو کریٹس شاعر کے اُن اشعار کو اپنی حالت سے منسوب کر سکتے ہیں ' جن کا مضمون یہہ ہی کہ ایک بڑے طوفان میں سمندر کے کنارے پر کسی مقام محفوظ سے ایسے جہازوں کو خطرہ میں دیکھنا ' جو طوفان غضب ناک اور ہوائے ہولناک کے پنجہ بلا میں مبتلا ہوگئے ہوں ' خوشنما ہی ۔

اور بغیر کچھ بہت سی شیخی کے ہم اپنی حالت پر ہومر کے اُن اشعار کو منسوب کرسکتے ہیں جن کا مضمون یہہ ہی " کہ خدا کا شکر ہی کہ ہم اپنے پیشینوں کی بہ نسبت بہت بہتر حالت میں ہیں ۔ مگر ہمکو غافل نہونا چاہئیے اور اپنے عیش و عشرت اور اصلح و بہتری پر پھولنا نہ چاہئیے ' ورنہ ہم دو بڑے خطروں یعنی شیخی اور کاہلی میں مبتلا ہو جاوینگے ' اور اپنی طبیعت کی قوت اور کامیابی اور روشن ضمیری پر اعتماد بیجا کرنے لگینگے ' اور عیش و آرام کی حالت سے ضعیف اور خراب ہوکر طرح طرح کی آفتوں میں مبتلا ہونگے ۔ مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ اب ہم ایسی غیر مستقل حالت کو قبول کرتے جاتے ہیں ' کہ کبھی تو اپنی حالت کی نہایت خفیف وجوہات سے فریاد و شکایت کرنے لگتے ہیں ' اور کبھی بالکل بلا وجہ قانع اور رضامند ہو جاتے ہیں ۔ ہماری طبیعت میں بڑی صلاحیت اور متواتر خواہش اور بے انتہا بلند نظری ہمارے خیال اور دل میں ہمیشہ رہتی ہی ؛ مگر جب ہمکو اپنی زندگی کے متعلق کوئی کام کرنا ہوتا ہی ' اور اُس میں کچھ دقت اور جانکاہی اور خرچ کرنا پڑتا ہی ' اور اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں سعی و کوشش کرنی ہم پر واجب ہوتی ہی تو ہمارے ساتھہ کاہلی و بخلی کی جانب جاتے ہیں ' اور ہم اپنے مقصد کو اُسی طرح کی آسانی اور سہل انکاری سے مایوس ہوکر چھوڑ دیتے ہیں ' جس طرح کہ بے صبری اور اضطرابی سے پہلے اُس کی تحصیل کی خواہش ظاہر کرتے ہیں ۔ پس ہمکو ہوشیار ہونا لازم ہی تاکہ ہم تواہتوں میں نہ پڑیں ؛ ہمکو ارادہ کرنے سے پہلے اپنی قوت اور فہم و فراست اور علم کا واجبی تخمینہ کرلینے کی عادت کرنی چاہئیے ' اور جو شے ہمکو اپنے نزدیک ' بطور جایز اور انصافاً اور نہایت درستی اور اُن قاعدوں کے مراعات کے ساتھہ جن پر ہماری شایستگی کی بنیاد قایم ہی حاصل نہوسکے ' اُس کا ارادہ نہیں کرنا چاہئیے ۔ کبھی کبھی ہم ایسے اصولوں اور طریقے اختیار کرتے ہیں جن پر ہمیشہ خود اعتراض کرتے ہیں اور اُن سے نفرت رکھتے ہیں ؛ یعنی وہ طریقے جنکو وحشت کے زمانہ میں یورپ کے قوی اور زبردست آدمی اپنا حق سمجھتے تھے ' یعنی جانوروں کے سے زور و زبردستی اور بیجا ہوائی خوش کرنے سے اپنا کام نکالتے تھے ۔ یہہ طریقے چار پانچ سو برس پیشتر ایشک روز مرہ کی عمل درآمد میں تھے ؛ لیکن جب ہم ایسی نامعقول خواہش کو ایک لحظہ بھی گوارا کرتے ہیں ' تو پھر ہمارے اندر نہ تو وہ استقلال نہ وہ وحشیانہ دلاوری ہوتی ' جیسے کہ اُس زمانہ کے لوگوں میں تھی ' پائی جاتی ہی ۔ اُن لوگوں کی حالت رنج اور مصیبت سے خراب ہوگئی تھی ' اسی وجہ سے وہ اُس سے نجات پانے کے لیئے ہمیشہ بضرورت آمادہ سعی اور کوشش اور جانفشانی کے رہتی تھی ؛ اور ہم اس زمانہ کے لوگ اپنی حالت پر قانع ہیں ۔ پس ہمکو چاہئیے کہ کسی ایسی بیہودہ خواہش میں جس کے حاصل ہونے کا ابھی وقت نہ آیا ہو ' دل لگاکر خطرہ میں نہ پڑیں ۔ بہت سا کچھ ہمکو عطا ہوا ہی ' اور بہت ہی کچھ اُسکا معاوضہ ہمسے طلب کیا جاویگا ؛ آیندہ زمانہ کے لوگ ہمسے ہماری کارروائی اور اُسکے نتیجوں کے حساب کا سخت مواخذہ کرینگے ؛ اب حکام اور رعایا سب کی نسبت مواخذہ اور تحقیق کا عمل میں آنا جایز اور ضروری قرار پایا ہی ؛ اور سب کے سب مواخذہ دار ہیں ۔ پس ہمکو چاہئیے کہ اپنی شایستگی کے اصول کی استقلال اور ایمانداری سے ہمیشہ پیروی کرتے رہیں ' اور اُنسے تجاوز نکریں ؛ وہ اصول یہہ ہیں – انصاف – قانون کے بموجب عمل درآمد – اپنی عام کارروائی اور افعال کا مشتہر کرنا ' کردار اور گفتار کی آزادی – یہہ بات ہمکو ہرگز نہیں بھولنی چاہئیے کہ جب ہم یہہ چاہتے ہیں ' اور ہمارا چاہنا معقول بھی ہی ' کہ تمام معاملات ہم پر ظاہر کیئے جاویں اور ہم اُنپر بحث و مواخذہ کرنے کے مجاز ہوں ' تو اُس کے ساتھہ ہماری کارروائی پر بھی دنیا کی نظر لگی ہوئی ہی ' اور اپنی باری کے وقت ہماری کارروائی پر بھی مواخذہ ہوگا ' اور لوگ اُسکی خوب جانچ پڑتال کرینگے ۔

راقم
ایف گیزو بزبان فرانس
مترجمہ
ولیم ہیزلٹ بزبان انگریزی

لکچر

نمبر ۲

مانسیور ایف گیزٹ صاحب فرانسیسی کا سولزیشن پر

اے صاحبوں

چونکہ مجھکو تھوڑے سے جلسہ میں مختصر کرکے بہت سا مضمون لکھنا منظور ہی ' اسلیئے میرے لکچروں میں باوجود اس ارادہ کے کچھ طوالت ہوجاویگی ؛ اور اس اختصار کے ارادہ کے سبب سے ایک اور مشکل پیش آویگی ' یعنی بعض اوقات مجھکو ایسی باتیں بیان کرنی پڑینگی جنکا ثبوت اُسی وقت نہ دے سکونگا ؛ اور ایسے ایسے خیالات اور امور پیش آوینگے جنکی تصدیق آیندہ کسی موقع پر ملتوی رکھی جاویگی ؛ پس مجھکو اُمید ہی کہ آپ صاحب بعضے وقت صرف میرے قول ہی کا بضرورت اعتبار کرینگے ۔

پہلے لکچر میں میںنے واقعہ شایستگی کی توضیح عام طور پر، بغیر تذکرہ کسی خاص شایستگی، اور بلا لحاظ کسی وقت اور مقام کے، کی هی ؛ یعنی صرف نفس واقعہ شایستگی پر محض حکیمانہ طور پر گفتگو کی هی، اور اب میں تاریخ سولزیشن یعنی شایستگی یورپ پر گفتگو کرتا هوں . لیکن اُس کا خاص بیان کرنے سے پہلے آپ صاحبوں کو اُس کی خاص علامتوں سے واقف اور آگاہ کرنا چاهتا هوں ؛ اور اُس کا ایسا صاف اور روشن امتیاز قایم کیا چاهتا هوں کہ وہ تمام دیگر شایستگیوں سے، جو دنیا کے مختلف مقاموں میں ظاهر هوئی هیں، بالکل غیر اور علحدہ ثابت هوجاوے : غرض کہ میں اپنے اس ارادہ کی مداومت کرتا هوں، اور اچھی طرح تکمیل اُس کی صرف اُس وقت متصور هوگی، جب کہ میں یورپ کے لوگوں کی مجموعی حالت کی کیفیت ایسی ٹهیک ٹهیک بیان کرسکونگا، جس سے اُسکی شناخت اور اُس کا امتیاز ایسا هوجاوے گویا اُس کی تصویر تمهارے آگے موجود هی .

جب هم اُن شایستگیوں پر، جو یورپ کے زمانہ حال کی شایستگی سے پہلے ایشیا میں یا دنیا کے اور حصوں میں ظاهر هوئیں، جنمیں یونان اور روم قدیم کی شایستگی کو بهی داخل سمجهنا چاهیئے، نظر ڈالتے هیں، تو خواہ نخواہ همارے دل میں یہہ خیال پیدا هوتا هی کہ اُن شایستگیوں میں وحدت اور یکرنگی موجود هی ؛ اور معلوم هوتا هی کہ وہ سب واقعہ واحد اور خیال مفرد سے ظهور میں آئیں ؛ اور هم کہہ سکتے هیں کہ خلقت کا تمام گروہ ایک هی اصول غالب کا پابند رها، اور اُسی سے اُس کی تمام رسم و رواج، اور چلنے اور قاعدے، اور عقاید اور خیالات، غرض کہ هر قسم کی ترقیاں ظهور میں آئیں — مثلاً ملک مصر میں اُس اصول † غالب نے تمام مجمع خلایق پر اپنا اثر و عمل کیا، جسکے بموجب یہہ یقین کیا جاتا هی کہ فلاں فلاں احکام اور قاعدے خاص خدا تعالی کی طرف سے معاملات دنیوی کے انتظام کے واسطے نازل هوتے هیں : چنانچہ یہہ مسئلہ شایستگی مصر کے رسم و رواج اور هر قسم کی یادگاریوں ‡ اور حالات سے، جنکا کچهہ بقیہ اب بهی موجود هی، ظاهر هوتا هی . هندوستان میں بهی یهی حال پایا جاتا هی ؛ وهاں بهی اب تک یهی مسئلہ بڑے زور شور سے پهیلا هوا هی ؛ اُسکے مقابلہ میں اور خیالات بہت کم تهوڑے هیں ؛ اور مقامات دیگر میں دیگر اصول غالب، جسکے بموجب گروہ خلایق نے تربیت پائی هو، پایا جاویگا ؛ مثلاً کسی فتحمند قوم کا غلبہ . جہاں کہیں یہہ اصول غالب هوتا هی، وهاں صرف زور اور زبردستی پر لوگوں کے قوانین اور رسم و رواج کی بنیاد قایم هوتی هی؛ اور اور کہیں مجموعی حالت خلقت کی جمهوری اصول پر قایم هوتی هی : چنانچہ جو جمهوری سلطنتیں سوداگروں اور تاجروں کے ذریعہ سے † ایشیاء کوچک اور شام اور ایونیہ اور فنیشیہ میں قایم هوئیں، وہ اسی اصول غالب کے بموجب قایم هوئیں . غرض کہ جب هم زمانہ قدیم کی شایستگیوں پر نظر ڈالتے هیں، تو هم کو دریافت هوتا هی کہ اُس زمانہ کی رسم و رواج اور قاعدے اور چلنے اور خیالات اور اطوار سب میں ایک عجیب قسم کی یکرنگی اور وحدت موجود هی ؛ اور ایک قوت واحد اور غالب تمام حالات پر حاوی اور اُن میں دخیل پائی جاتی هی .

همارے یہہ مراد نہیں هی کہ ممالک مذکورہ کی شایستگی کا همیشہ ایک هی اصول اور طریقہ رها . جب کہ هم اُن ملکوں کی زیادہ تر قدیم تاریخ کو دیکهتے هیں، تو معلوم هوتا هی کہ جب خلقت کے کسی گروہ میں قواء مختلف ظاهر اور شگفتہ هوئے، یعنی مختلف قوت والے پیدا هوئے، تو اُن کی کوشش شاهنشاهی کے حاصل کرنے یعنی سب پر غالب رهنے کے لیئے هوئی : چنانچہ مصریوں اور یونانیوں وغیرہ میں سپاهیوں اور بهادروں کے گروہ نے کاهنوں اور پوجاریوں کے فرقہ سے لڑائی اور مقابلہ کیا ؛ اور اور مقاموں میں ذات اور تفرقہ کے ممد و معاون لوگ اُن لوگوں کے مخالف رهے، جو بلاقید ذات اور فرقہ کے عام میل جول کے حامی اور مدد گار تهے ؛ اور جو لوگ کسی ملک کی حکومت میں امرا اور عماید کا غلبہ چاهتے تهے، وہ جمهوری حکومت کے قواعد اور عام پسند خیالات سے نا اتفاقی کرتے رهے ؛ مگر یہہ مخالفت اور مقابلہ ایسے زمانوں میں هوا هی جن کی تاریخ موجود نہیں هی : اس لیئے اُن کی یادگار نہایت خفیف اور عام طور پر باقی رهی هی .

یهی مخالفت قوموں کی امورات زندگی میں بهی بعض اوقات ظاهر هوتی هی، مگر همیشہ جلد ختم هو جاتی هی ؛ یعنی منجملہ اُن قوتوں (یعنی صاحب قوتوں) کے، جو غلبہ پاتے هیں، کوئی

† یہہ وہ مسئلہ هی، جسکا ذکر لکچر اول میں اُس مقام پر آیا هی، جہاں شایستگی کے توضیح کے واسطے چند فرضی حالتیں قوموں کی بیان کی هیں ؛ ملاحظہ کرو حالت فرضی دوم کو .

‡ اس لفظ میں کتابیں بهی داخل هیں .

† ایشیاء کوچک اور شام کا ملک عرب کے شمال میں واقع هی، اور سلطنت عثمانیہ یعنی سلطان روم کے قبضہ میں هی ؛ اور فنیشیہ افریقہ میں واقع تها ؛ اب یہہ نام اُس کا نہیں رها ؛ یہہ کوئی حصہ مغربی افریقہ کا بحر قلزم کے ساحل پر هی جو زمانہ قدیم میں فنیشیہ کے نام سے پکارا جاتا تها ؛ اور اُس کا دارالسلطنت شہر کارتهج تها ؛ اسی کارتهج اور روم قدیم کے باهم مدت تک لڑائیاں رهیں تهیں، اور ایونیہ کوئی جزیرہ اُسی بحر قلزم میں واقع هی .

قوت (یعنی صاحب قوت) شاہنشاہی کے حصول میں کوشش اور تکرار کرکے اُس کو جلد حاصل کرلیتی ہی ' اور مجمع خلایق پر بالکل قابض ہو جاتی ہی ۔ لڑائی جھگڑے کا خاتمہ ہمیشہ اِس طرح پر ہوتا ہی کہ کوئی خاص اصول نہایت فایدہ حاصل کرلیتا ہی ' گو وہ ایسا غالب نہیں ہو جاتا کہ دوسرے تمام اصولوں کو خارج کردے ؛ اور قوموں کی تاریخ میں مختلف اصولوں کا وقت واحد میں موجود ہونا اور باہم مخالفت رکھنا اتفاقیہ ہوتا ہی ' یعنی بہت تھوڑے عرصہ تک رہتا ہی ۔

نتیجہ اِس تمام تقریر کا یہہ ہی کہ اکثر زمانۂ قدیم کے سولزیشنوں یعنی شایستگیوں میں نہایت سادگی پائی گئی ' اور اِس سادگی سے مختلف نتیجے پیدا ہوئے ؛ چنانچہ یونان میں بعض اوقات اصول معاشرت کی سادگی سے بہت بڑی ترقی اور نہایت جلد ہوئی ' کہ کسی اور قوم نے ایسے تھوڑے عرصہ میں ایسی عمدگی کے ساتھہ ایسی ترقی نہیں کی ؛ مگر اِس حیرت انگیز ترقی کے بعد دفعتاً یونان کے قواء بالکل صرف اور ضائع ہوگئے ؛ اور اُس کا زوال اگرچہ ایسی ہی شتابی سے نہیں ' تاہم بہت جلد ہوا ' جس سے تعجب آتا ہی ۔ معلوم ایسا ہوتا ہی کہ یونان کی شایستگی کے اصول میں جو قوت ذہنی یا قوت ایجاد تھی وہ باقی نہیں رہی ' اور اُس کی جگہہ اور کوئی قوت قایم نہیں ہوئی ۔

اور ملکوں میں ' مثلاً مصر اور ہندوستان میں ' اصول شایستگی کی یکتائی کا اثر اور طرح پر ہوا ۔ وہاں لوگوں کی مجموعی حالت ایک درجہ خاص پر قایم رہگئی ' یعنی اُس سے آگے نہیں بڑھی ؛ اصول غالب کی سادگی سے تمام حالات اور معاملات میں ایسا طریقہ واحد پایا جاتا ہی ' جس سے طبیعت پژمردہ ہوتی ہی ؛ ملک ویران اور برباد تو نہیں ہوا ' مگر لوگوں کی مجموعی حالت کے وجود کا یہہ حال ہو گیا کہ اُس میں حس و حرکت نہ رہی ' اور برف کی مانند جم گیا ۔

جو ظلم و ستم اصول اور قاعدوں کے نام سے مختلف صورتوں پر قدیم زمانہ کی شایستگیوں میں ظاہر ہوا ' اُس کا سبب یہی قرار دے سکتے ہیں کہ مجمع خلایق صرف ایک ہی قوت کے اختیار اور قابو میں ہوگیا ' اور اُس قوت نے کسی اور قوت کے وجود کو گوارا نہ کیا ؛ جو قاعدہ اُس کے مخالف اور اُس سے مختلف ہوا ' اُس کے مٹانے اور مٹانے کے لیئے کوشش کی گئی ؛ اصول غالب اور حاکم نے کسی مخالف قاعدے کے ظہور اور اجرا کو اپنے ساتھہ روا نرکھا ۔

شایستگی کی اِس وحدت کا اثر علمی اور ذہنی امور پر بھی ایساہی ہوا ؛ چنانچہ سب اہل یورپ جانتے ہیں کہ ہندوستان کے علوم کی جو یادگاریں اب یورپ میں تقسیم اور شایع ہوئیں ' اُن سب میں ایجاد کا طرز و طریقہ ایک ہی پایا جاتا ہی ' اور وہ سب واقعہ واحد کا نتیجہ اور خیال واحد کا مظہر معلوم ہوتے ہیں ۔ مذہبی یا اخلاقی کتابیں اور تاریخانہ روایتیں ' رزمیہ نظم کی تصنیفات وغیرہ ' اِن سب میں ایک ہی علامت پائی جاتی ہی ؛ اور عقل کے کاموں اور کتابوں میں بھی ویسی ہی سادگی اور یکرنگی ظاہر ہوتی ہی جیسیکہ واقعات اور رسم و رواج اور قاعدوں میں ہی بلکہ خاص یونان میں ' جو انسان کی عقل کے خزانوں کا مخزن تھا ' علوم و فنون میں ایک عجیب یکتائی پائی جاتی ہی ۔

زمانۂ حال کی شایستگی کی کیفیت اِس سے بالکل مختلف ہی ؛ بغیر اِس بات کے کہ اُس کا بیان مفصل کیا جاوے ' اُس کے حالات پر صرف سرسری نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہوجائیگا ' کہ وہ ایسے اصول پر مبنی ہی جو باوجود مختلف اور متفرق ہونے کے آپس میں گولے ملے ہیں ؛ تمام مختلف طریقے اور اصول جن سے لوگوں کی مجموعی حالت نے ترکیب پائی ہی ' زمانۂ حال کی شایستگی میں موجود ہیں ؛ یعنی قواء دینی اور دنیوی اور اجزای سلطنت شخصیہ اور سلطنت جمہوری اور سلطنت قومیہ ' اور وہ طریقۂ انتظام دنیا کا جس کا مخرج خدا تعالی کو تسلیم کیا گیا ہی ؛ غرض کہ ہر قسم کے انتظام اور طریقے تمدن اور معاشرت کے باہم مخلوط ہیں ؛ اور ایک دوسرے کے زور کو دبائے ہوئے ہی ۔ یورپ میں غایت درجہ کی آزادی اور بے انتہا دوامی اور حرکت اور قوت موجود ہی ' اور یہہ سب قواء مختلف ہمیشہ ایک دوسرے کے مخالف اور مقابل رہتے ہیں ؛ مگر کسی ایک قوت کو دوسری قوتوں پر ایسا غلبہ نہیں ہوتا ' کہ یورپ کے سب لوگوں کی مجموعی حالت پر اُس کی تاثیر غالب ہوجاوے ۔ قدیم زمانوں میں خلقت کے سارے گروہوں کا طرز اور طریقہ ایک ہی قسم کا معلوم ہوتا تھا ؛ یعنی کبھی تو انتظام سلطنت شخصیہ کا ' اور کبھی وہ انتظام جو بذریعہ احکام الہی ہوتا ہی ' اور کبھی انتظام جمہوری سلطنت کا ' ایک وقت میں غالب اور دایم ہوتا تھا ' اور کوئی دوسرا طریقۂ انتظام دنیا کا اُس کے مقابلہ میں قایم نہیں رہ سکتا تھا ؛ مگر اب اہل یورپ کی مجموعی حالتوں کی ترکیب اور ترتیب میں تمام طریقے اور سارے ڈھنگ آپس میں ملے جلے اور مخلوط پائے جاتے ہیں ؛ یعنی خالص یا نمونہ آمیزش کے ساتھہ انتظام سلطنت شخصیہ ' اور انتظام بذریعہ احکام الہی ' اور انتظام سلطنت جمہوری ' اور تھوڑا بہت انتظام سلطنت قومیہ ' سب کے سب وقت واحد میں پہلو بہ پہلو ترقی اور شگفتہ ہورہے ہیں ' اور باوجود

اپنے اختلاف اور رنگيني گونا گون کے ، اُن میں ایسي مشابهت اور باهمي تعلق پایا جاتا هی جو صاف ظاهر هی ۔

اهل یورپ کے خیالات اور رایوں میں بهي وهي اختلاف اور طرح طرح کي مخالفت پائي جاتي هی ؛ کیونکه عالم کے گروهوں کي مجموعي حالت کي ترکیب میں مختلف طریقے انتظام دنیا کے وقت واحد میں موجود ، اور ایک دوسرے کے مخالف اور مقابل هوکر هر ایک کي قوت اور اثر کو محدود اور اُس کي اصلاح کرتے رهتے هیں ؛ پس متوسط زمانوں کي دلیرانه تحریروں کو دیکھنے سے معلوم هوتا هی ، که اُس وقت میں کوئي ایسا خیال اور مسئله ظاهر نهیں هوا که اُس کے انتهائي نتیجے پیدا هوئے هوں ؛ بلکه معلوم هوگا که اِختیار مطلق کے ممد و معاون اپنے مسئله کے انتهائي نتیجوں سے بلا اپنے علم اور اراده کے دفعتاً باز آئے ؛ اور اُنهوں نے اپنے آس پاس ایسے خیالات اور تاثیروں کے وجود کو موجود پایا ، جنهوں نے مزاحمت کرکے اُنکے ارادوں کو حد غایت پر نهیں پهونچنے دیا ۔ جمهوري طریقه کے معاون بهي اُسي قاعده کے پابند پائے جاوینگے ؛ غرض که هر ایک جانب مه ایسي سینه زوري اور هٹ اور اراده بے ٹهکانے اور اندها دهندي کے ساتهه ظاهر نهوگا ؛ جیسا که قدیم زمانوں کي هایستگیوں میں پایا جاتا هی ؛ اور لوگوں کي رایوں اور خیالات میں بهي ایسا هي اختلاف اور مقابله پایا جائیگا ؛ یعني آزادي کا معقول اصل ایسي طبیعت کے ساتهه موجود هی ، جو اطاعت کي به آساني صلاحیت رکهتي هی ؛ اور هر شخص کي دوسرے شخص کے ساتهه بڑي وفاداري ، اور اُسي کے ساتهه اس غالب خواهش کا وجود سب کے دلوں میں پایا جائیگا ، که هر شخص اپني مرضي کے موافق ازادانه عمل کرے ، اور هر طرح کي قید و بند کو اُٹهاوے ، اور اس طرح بے تکلف اوقات بسر کرے نه گویا اُسکو کسي کي کچهه پرواه نهیں هی ؛ اور لوگوں کي ذاتي حالت یعني جداگانه طبیعتیں بهي ایسي هي مختلف اور متحرک هیں جیسے که مجموعي حالت هی ۔

زمانه حال کے علوم کا بهي ایسا هي حال هی ۔ اس پر سب کو اتفاق هی که خوبصورتي اور ظاهر کي عمدگي اور رونق میں همارے علوم زمانه قدیم کے علوم سے کمتر هیں ؛ لیکن بلحاظ عمیق هونے خیالات اور رایوں کے همارے علوم اُن سے زیاده زر خیز اور قوي هیں ۔ معلوم هوتا هی که به نسبت سابق کے انسان کي طبیعت بهت زیاده امور کي طرف بر انگیخته اور راجع هوئي ، اور نهایت عمیق گهسي بیٹهي هی ؛ اسي وجهه سے ظاهري صورت کا نقص پیدا هوا هی ، کیونکه جسقدر زیاده تشرح اور نیرنگي کے ساتهه حالات اور لوازم هونگے ، اُسیقدر اُنکي ساده اور خالص طرز روش قایم هونے میں زیاده دشواري پیش آویگي ۔ عمدگي اور سهل اور اُستادي کے کاموں میں جس شی کو هم صورت اور وجاهت پاکیزه کهتے هیں ، اور جس چیز کو تصنیف اور ایجاد کي خوبصورتي اور لطافت کهتے هیں ، وه وه صفائي اور سادگي اور یکتائي هی جو کسي اُستادي کے کام میں ظاهر کي جاتي هی ؛ مگر جب که رائیں اور خیالات نهایت مختلف اور رنگین هوں ، جیسي که یورپ کي شایستگي میں پائي جاتي هیں ، تو سادگي اور صفائي کا حاصل کرنا بهت دشوار معلوم هوا هی ۔

پس تمام اطراف و جوانب میں زمانه حال کي شایستگي کي یهه بڑي علامت (یعني متفرق اور مختلف مواد یا اُصول کا مخلوط اور مجتمع هونا) ظاهر اور روشن هی ۔ یهه نقصان البته اُس میں هی ، که جب هم علم اور فن میں انسان کي طبیعت کي کسي خاص شگفتگي اور ترقي جداگانه پر توجهه کرتے هیں ، تو اُس کو زمانه قدیم کي شایستگیوں میں کي اُسي قسم کي ترقي سے اکثر کمتر پاتے هیں ؛ مگر جب هم کل مجموعه شایستگي پر لحاظ کرتے هیں ، تو اس زمانه کي یورپ کي شایستگي کو به نسبت هر ایک زمانه کي شایستگي کے بهت زرخیز اور مالا مال دیکهتے هیں ؛ کیونکه ایک هي وقت میں اُس میں بهت سي قسموں کي ترقیاں رونق پذیر هوئي هیں ؛ اور اسیوجهه سے یورپ کي شایستگي کا وجود پندره سو برس سے قایم رها هی ، اور اب بهي اُس کو برابر ترقي هوتي جاتي هی ۔ اگرچه ترقي اُسکي شاید ایسي تیزي سے نهیں هوئي جیسي که یونان کي شایستگي کو هوئي ، مگر اُس کي ترقي کبهي مسدود اور ساکن نهیں هوئي هی ؛ اور جو بڑي راه اُسکو آینده طی کرني باقي هی ، اُس میں سے روز بروز کچهه نکچهه طی هوتي رهتي هی ؛ بلکه اُس کي رفتار زیاده تیز هوتي جاتي هی ؛ کیونکه اُس کي آزادي اور رفتار کي مزاحمتیں رفع هوتي جاتي هیں ۔ جب که اکثر اور شایستگیوں میں صرف ایک اُصول یا طریقه واحد رایج هوتا هی ، یا وه اور طریقوں پر نهایت غلبه حاصل کرکے ظلم و ستم کا باعث هوجاتا هی ، تو یورپ کے زمانه حال کي شایستگي کے وه مختلف اجزا ، جنسے خلقت کي مجموعي حالت کے انتظام کي ترکیب قایم هوئي هی ، مطرح اور ذریعه اُس ازادي کا هیں جو آج کل یورپ میں پائي جاتي هی ؛ اور اس شایستگي کے مختلف اجزا کے مخلوط هونے سے یهه امر غیر ممکن هی ، که ایک جزو اُسکا دوسرے جزو کو خارج اور پامال کردیوے ؛ اور جبکه وه اجزاء ایک دوسرے کو نیست و نابوده نهیں کرسکتے ، تو اُن سب کا یکجائي موجود هونا اور اُن کے آپس میں ایک قسم کا ارتباط اور اتفاق هونا ضروري ٹهرا ۔ اسي اتفاق کي وجهه سے اُن میں کا هر ایک جزو اُس قسم کي ترقي میں مصروف هی جو اُس کے حصه میں آئي هی ؛ اور اگر اور مقاموں

میں کسی خاص اصول واحد کے غلبہ سے زور و ظلم قایم ہوا ہی ، تو یورپ میں آزادی کی وجہہ سے شایستگی کے مختلف اجزا اور وہ حالت مخالفت اور مقابلہ کی ، جو اُن اجزا کے باہم ہمیشہ رہتی ہی ، قایم ہوتی ہی ۔

اس حالت سے یورپ کی ایک بڑی اور اعلی برتری قایم ہوتی ہی ۔ اگر ہم ، اس کی زیادہ تحقیقات کریں ، اور واقعات خارجی سے نظارہ کرکے اصلی حالات پر متوجہہ ہوں ، تو دریافت ہوگا کہ یہہ برتری جائز اور واجب ہی ، اور جس طرح وہ اصلی واقعات سے قایم ہوتی ہی اُسی طرح عقل بھی اُس کو تسلیم کرتی ہی ۔ چند لمحہ یورپ کی شایستگی سے قطع نظر کرکے ہم دنیا کی عام حالت اور طریقہ پر التفات کریں ، تو معلوم ہوگا کہ دنیا کے کارخانوں کی کیفیت بھی ایسی ہی مختلف اور طرح طرح کے حالات سے بھری ہوئی ہی ، اور اُن اجزاء مختلف اور مخالف کے باہم ایسی ہی جد و جہد اور نفاق پایا جاتا ہی جیسا کہ یورپ کی شایستگی میں ۔ ظاہر ہی کہ دنیا میں کسی اصول واحد ، یا کسی ترکیب خاص ، یا کسی خیال مفرد ، یا کسی خاص قوت کو ایسا رتبہ حاصل نہیں ہی کہ تمام دنیا پر اُس کو غلبہ ہو ، اور دنیا کے سارے کارخانے اُسی کی متابعت اور تاثیر سے ایک خاص صورت پکڑیں ، اور اُسی صورت پر ہمیشہ قایم رہیں ، اور اُس قوت غالب کے سوا اور سب قوام اور تاثیریں بالکل معدوم ہوجاویں ؛ بلکہ تمام قوتیں اور اصول اور مختلف ترکیبیں متنازعہ ہوکر ایک دوسرے کے اثر کو محدود اور معتدل کرتی ہیں ، اور اُن کی آپس میں سخت مخالفت علی الاتصال جاری رہتی ہی ؛ جس کا یہہ نتیجہ ہوتا ہی کہ کبھی کوئی اصول غالب ہوجاتا ہی ، کبھی مغلوب ہوجاتا ہی ؛ مگر ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ کسی ایک اصول کو غلبہ کامل اور تسلط مطلق حاصل ہو ، یا وہ بالکل مغلوب اور معدوم ہوجاوے ۔ غرض کہ دنیا میں مختلف طریقے اور خیالات اور اصول ، اور اُن کے باہم ایک دوسرے کے برخلاف جد و جہد کا ہوتا رہنا ، اس غرض سے پایا جاتا ہی کہ اُن کو کسیقدر یکتائی اور وحدت حاصل ہو ؛ گو یہہ یکتائی محض خیالی ہی ، ممکن الحصول نہیں ، لیکن انسان اپنی آزادی اور افعال سے اُس وحدت اور یکتائی کی طرف راجع اور مایل ہی ۔ خلاصہ یہہ کہ دنیا کی عام حالت مختلف اور رنگارنگ اجزا سے مرکب ہی ، اور یورپ کی شایستگی ٹھیک اُس کی تصویر ہی ؛ یعنی جیسا طریقہ دنیا کے حالات اور کارخانوں کا ہی ، اُسی طرح یورپ کی شایستگی نہ تو محدود اور تنگ ہی ، نہ ایسی غالب اور مطلق اصول پر مبنی ہی جس کے مقابلہ میں دوسرے اصول اور قواعد موجود اور قایم نرہ سکیں ، نہ اُس کی حالت سکون اور قیام کی ہی ۔ مجھکو یقین ہی کہ اُس کی حالت سے خصوصیت کی علامت اول ہی مرتبہ دور ہوکر ، اُس کی شگفتگی اور ترقی اُسی طرح اختلاف اور زرخیزی اور کوشش اور مستعدی کے ساتھہ ہوتی ہی ، جیسی کہ تمام دنیا کی حالت کی رنگ برنگی کیفیت کی ہوتی ہی ۔

ہم یہہ کہہ سکتے ہیں کہ یورپ کی شایستگی ازلی راستی کے مقام اور قدرت کے میدان میں پہونچی ہی ، اور اُس کی ترقی خدا تعالی کے ارادوں کے بموجب ہوتی ہی ، اور اُس کی فوقیت اور برتری کا بھی بڑا سبب معقول معلوم ہوتا ہی ۔

میں چاہتا ہوں کہ یہہ مقدم اور خاص علامت یورپ کے سولزیشن یعنی شایستگی کی اُن لکچروں کے سنتے وقت برابر تمہاری آنکھوں کے روبرو اور تمہارے دلوں کے اندر موجود رہے ؛ میںنے بالفعل اس علامت کو صرف ظاہر کردیا ہی ، ثبوت اس کا واقعات کی توضیح اور تشریح سے حاصل ہوگا ۔ باوجود اس بات کے اگر اس علامت کے اسباب اور اجزاء ، جو میںنے یورپ کی شایستگی سے منسوب کی ہیں ، اسی شایستگی کے ابتدائی حالات سے دریافت ہوویں ، اور سولزیشن کی پیدایش کے وقت یعنی شہنشاہی روم قدیم کے زوال کے وقت میں اور دنیا کی عام حالت میں ، اور اُن واقعات میں جو نہایت قدیم زمانہ میں یورپ کی شایستگی کی ترکیب پانے اور قایم ہونے کے باعث ہوئے ہیں ، اس زرخیز اور متحرک اختلاف کی اصل و بنیاد کی شناخت اور تمیز ہوسکے ، تو مجھکو یقین ہی کہ تم میری راے سے اتفاق کروگے اور میرے بیان کی تائید اُس سے بخوبی ہوگی ۔ اب میں اُس تحقیق کو شروع کرتا ہوں ؛ چنانچہ قدیم شہنشاہی روم کے زوال کے وقت سے میں یورپ کی حالت کی تحقیقات کرتا ہوں ، اور رسم و رواج اور قواعد اور خیالات اور رایوں سے یہہ بات معلوم کرنے کا قصد رکھتا ہوں ، کہ قدیم دنیا نے زمانہ حال کی دنیا کو کونسے اجزا اور اصول بہم پہونچے ہیں ۔ اگر اصول مذکور میں وہی علامت موجود پائی جاوے جو میں نے بیان کی ہی ، تو تمکو اُس کا بہت کچھہ یقین ہو جاویگا ۔

اول ہمکو شہنشاہی روم قدیم کی کیفیت اور اُس کی ترکیب یعنی بناوٹ اور نشو نما کا حال بخوبی سمجھہ لینا چاہیئے ۔ واضح ہو کہ ابتدا میں قدیم روم کی سلطنت ایسی پنچایت کی مانند تھی ، جو شہروں میں واسطے انتظام اور صفائی اور آراستگی شہر کے قایم ہوتی ہی ؛ اور اُس کی گورنمنٹ صرف اُن قاعدوں اور رسم و رواج کا ایک مجموعہ تھا ، جو شہر کے اندر کے رہنےوالوں کی حالت کے مناسب اور موضوع تھی ؛ غرض کہ جو حاجت اور فایدے شہروں کی آرایش

اور انتظام اور سلامتی کے موجب ہوتے ہیں، وہ اُس سلطنت میں خلقت کی مجموعی حالت کی خاص علامت تھی۔

یہہ حال صرف شہر روم کا نہ تھا، بلکہ اگر ہم تمام ملک اٹلی کے اُس زمانہ ابتدائی کا حال ملاحظہ کریں، تو دریافت ہوگا کہ شہر روم کے چاروں طرف بجز شہروں کے اور کچھہ آبادی نہ تھی؛ اور جو رومی قوم اُس وقت میں کہلاتی تھی اُس کا وجود بجز ایک شہروں کے مجمع کے اور کچھہ نہ تھا؛ چنانچہ † قوم اٹرس کنس اور سوم نائٹس اور سبیائنس اور یونان جرتو کی قوم، غرض کہ ان سب قوموں کا یہی حال تھا۔ اُسوقت میں یہہ آبادی نہ تھی، جس کو مضافات اور ضلع کی آبادی کہتے ہیں؛ مضافات میں کھیتی تو ہوتی تھی، مگر آبادی کچھہ بھی نہ تھی؛ مالکان اراضی شہر کے باشندے ہوتے تھے؛ وہ اپنی حفاظت کی نگرانی کرنے باہر جایا کرتے تھے، اور اکثر اپنے ساتھہ غلاموں کو بھی لے جایا کرتے تھے؛ مگر جس آبادی کو ہم آجکل مضافات اور ضلع کہتے ہیں، جو ہر ضلع میں جا بجا موجود ہے، یعنی کہیں تو دیہات اور کہیں خاص خاص مکانات ہیں، زمانہ قدیم میں اٹلی میں کہیں اس آبادی کا نام و نشان بھی نہ تھا؛ لوگ اُس سے بالکل ناواقف تھے۔

اب یہہ دیکھنا چاہیئے کہ جب سلطنت روم کو وسعت ہوئی، تو اُس نے آبادی کے باب میں کیا کارروائی کی۔ تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اُس نے شہروں کو فتح کیا، اور شہر ہی آباد کیئے؛ شہروں ہی سے اُس کی لڑائیاں رہیں، اور شہروں ہی سے رفاقت اور دوستی رہی؛ اُس نے جو لوگ دوسری جگہہ آباد ہونے کے لیئے، اپنی شہروں سے باہر کو بھیجے، وہ شہروں ہی میں آباد ہونے کو بھیجے گئے۔ غرض کہ اُس عالم کی تاریخ، جس کو رومی سلطنت نے فتح کیا، بہت سے شہروں کے آباد اور فتح کرنے کی تاریخ ہے۔ البتہ مشرق میں رومیوں کی سلطنت کی یہہ صورت نہ تھی، گو مشرق میں بھی اُس کو وسعت ہوئی تھی؛ مشرق میں بہ نسبت مغرب کی آبادی کے تقسیم مختلف تھی؛ چنانچہ مشرق کے شہروں میں ایسی گنجان آبادی نہ تھی، جیسی کہ مغربی شہروں میں تھی؛ مگر جو کہ ہمکو یورپ کی آبادی سے زیادہ غرض ہے، اس لیئے مشرق کے حال پر کچھہ توجہہ نہیں کرنی چاہیئے۔

مغرب میں جا بجا آبادی کی وہی حالت تھی جو میں نے بیان کی۔ ملک گال یعنی فرانس اور سپانیہ میں بجز شہروں کے اور کچھہ نہ تھا، اور شہروں سے کچھہ فاصلہ پر تمام ملک میں جنگل تھا اور دلدل تھی؛ جو راہ گذر اور سڑکیں رومیوں نے بنائیں، اُنکی کیفیت دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ بڑی بڑی سڑکیں ایک شہر سے دوسرے شہر تک بنائی گئی تھیں؛ اور یہہ بیشمار سڑکیں جو اب ہر ضلع میں جا بجا پائی جاتی ہیں موجود نہ تھیں، اور کوئی آبادی اُن بیشمار دیہات اور پوربانجات کی آرامگاہوں اور گرجوں کی مانند، جو متوسط زمانوں سے یورپ میں پھیلی ہے، اُسوقت میں مطلق نہ تھی۔ رومی سلطنت نے بجز ایسی بہت سی یادگاروں یعنی شہروں کے، جن میں ایک ہی مقام پر بہت سی آبادی جمع ہوگئی، اور جن کی خاص علامت باہمی تعلقات کی یہہ ہے کہ اُن کا حال پنچایت کے مجمعوں کی مانند ہے، اور کچھہ باقی نہیں چھوڑا؛ غرضکہ ہم کسی نظر سے اور کسی طور پر رومی سلطنت کے وقت دنیا کو دیکھیں، یہی معلوم ہوگا کہ شہروں کی آبادی کو بڑا غلبہ اور کثرت حاصل تھی، اور مضافات میں خلقت کے تمدن اور معاشرت کا وجود نہ تھا۔

روم کی قلمرو میں جو آبادی کی حالت شہروں کے انتظام کی پنچایت کی مانند تھی، اسی وجہہ سے یگانگت اور یکرنگی کا قایم و برقرار رہنا، جس سے ایک بڑی سلطنت کے حصوں میں باہمی تعلق قایم رہتا ہے، دشوار ہوگیا۔ رومی سلطنت کی پنچایت (یعنی جمہوری سلطنت)، جو شہروں کے انتظام کے واسطے موضوع تھی، دنیا کو فتح تو کرسکی، لیکن اُس کو ترتیب دینا اور اُس میں انتظام اور حکومت کرنا ایسا آسان نہ تھا جیسا کہ فتح کرلینا؛ پس جب وہ سلطنت کامیاب ہوکر اپنا کام پورا کرچکی، اور تمام مغرب اور بہت سا حصہ مشرق کا اُس کے تحت حکومت ہوگیا، تو اُس کے بے شمار شہر اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں، جن سے وہ مرکب تھی اور جن کے آپس میں کچھہ تعلق نہ تھا، اور ہر ایک اُن میں سے خود مختار تھی، علحدہ علحدہ ہوگئیں؛ گویا ہر اطراف و جوانب میں متفرق اور منقسم ہوگئیں۔ یہہ ایک سبب اُن اسباب میں سے ہے جن کی وجہہ سے شہنشاہی کا ہونا ضرور ہوا، کیونکہ شہنشاہی آئین طرز کی حکومت تھی جس کے اجزا بہ نسبت پہلی سلطنت جمہوری کے زیادہ متحد اور وابستہ تھے؛ اور شہنشاہی زیادہ تر اس قابل تھی کہ

† یہہ اُن چھوٹی چھوٹی قوموں کے نام ہیں جو ملک اٹلی میں آباد تھیں، اور یونان جرتو اٹلی کے اُس حصہ کو کہتے تھے جسمیں یونانی لوگ جاکر بسے تھے؛ غالبا وہ حصہ جزیرہ سسلی تھا جو اٹلی کے جنوب میں واقع ہے اور اُسی کا ایک جزو سمجھا جاتا ہے؛ اب اُس کا نام جزیرہ سسلی ہے؛ زمانہ قدیم میں اُس کو یونان جرتو شاید اس وجہہ سے کہتے تھے کہ وہ خاص یونان سے اُدہر کی جانب واقع ہے۔

سلطنت سابق کے اجزا کو جن میں بہت تھوڑا تعلق اور یگانگت تھی وابستہ اور مجتمع کرے : چنانچہ مختلف کے گروہوں کے اُن متفرق حصوں میں جن سے رومی سلطنت مرکب تھی اجتماع اور اتفاق قایم کرنے کے لیئے کوشش عمل میں آئی ' اور کسیقدر کامیابی ہوئی ' جبکہ عہد سلطنت شہنشاہ † اگسٹس اور شاہنشاہ کانسٹنٹین میں معاملات تمدن اور معاشرت کی بابت قانون بنائے گئے ' اور قانونوں نے بہت سی رونق پائی ' تو اُسیوقت میں اُس ظالمانہ انتظام کا بڑا سررشتہ قایم ہوا ' جس کے سبب سے روم کی تمام قلمرو میں ایسے کارپردازوں اور اہلکاروں کا گویا جال پورا کیا ' جن کی تقسیم قلمرو کے مختلف حصوں میں ایک خاص فرقہ کے اختیار سے عمل میں آئی جن کے آپس میں بھی اور دربار سلطنت کے ساتھہ بھی اتفاق اور سازش تھی ؛ اُن کے ذریعہ سے لوگوں میں حاکم کی خواہش اور مرضی کا پورا کرنا ' اور لوگوں کے کاموں اور اختیاروں کو حاکم کے ہاتھہ میں منتقل کرنا مقصود تھا ۔

اس سررشتہ اور انتظام کو رومی قلمرو کی مختلف کے اجزا باہم مجتمع کرنے ہی میں صرف کامیابی نہیں ہوئی ' بلکہ ایسی قوت کا خیال جو مطلق اور غیر محدود ہو ' اور جو تمام دستوروں کا مرکز اور مرجع ہووے ' لوگوں کے دلوں میں بہت آسانی سے جگہہ پکڑ گیا ۔ ہمکو اس بات کے دیکھنے سے حیرت ہوتی ہی ' کہ جو چھوٹی چھوٹی جمہوری سلطنتوں اور شہروں کی پنچایتوں کے مجمع ایسے تھے جنکے باہم کوئی اچھا انتظام اور اتفاق نہ تھا ' اور وہ رومی قلمرو میں داخل تھیں ' اُن کے دلوں میں صرف شہنشاہ کی بارگاہ مقدس اور عالی کی بہت بڑی تعظیم اور عظمت بہت جلد قایم اور شایع ہوگئی ۔ ان تمام حصوں میں بے شک کوئی تعلق قایم ہونے کی سخت ضرورت معلوم ہوئی ہوگی ' اور اُس کے سبب سے لوگوں کی طبیعت میں ظالمانہ حکومت یعنی شاہنشاہی کا اعتبار پیدا ہوگیا ہوگا ' اور اُس حکومت کے خیالات نے اُن کے دلوں میں رسائی کی ہوگی ۔

ایسے عقیدہ اور اعتبار ' اور ایسے اہلکاروں کے انتظام مذکور ' اور فوج کی بدولت شاہنشاہی روم نے اُس بربادی اور تباہی کا جو اُسکی قلمرو کی اندرونی حالت میں کام اپنا کر رہی تھی ' اور اُن حملوں کا جو † وحشی قومیں کرتی تھیں ' مقابلہ کیا ؛ اور مدت تک اپنے زوال مسلسل کی حالت میں اُن خرابیوں کا مقابلہ کرتے اور اپنے آپکو بچاتے رہے ؛ مگر آخر کار وہ وقت آپہونچا جبکہ اُس کے اجزا کی نااتفاقی اور انتشار غالب ہوگیا ؛ اُسکے عالیشان قد و قامت کے قایم رکھنے میں نہ تو کوئی ہنر و مہارت حکومت ظالمانہ کی کام آئی ' اور نہ وہ بے پروائی جس سے لوگوں نے اُس حکومت کی اطاعت اور غلامی اختیار کی تھی کافی ہوئی ۔ چوتھی صدی میں وہ سلطنت بالکل متفرق اور منقسم ہو گئی ؛ ہر طرف سے وحشی قومیں گھس آئیں ' اور اُس کے صوبجات کی طرف تمام سلطنت کی بھلائی اور انجام کے لیئے کچھہ بھی مقابلہ اُن وحشیوں کا نہوا ' اور کچھہ زیادہ تکلیف اور دقت گوارا نہیں کی گئی ۔

(باقی آیندہ)

† روم کی سلطنت جمہوری کی تباہی کے بعد یہی پہلا شاہنشاہ ہوا ؛ اس کے عہد میں ہر علم و فن کو ایسی ترقی اور رونق ہوئی کہ جب کسی زمانہ میں علوم و فنون کو کسی قوم میں اعلی ترقی ہوتی ہی ' تو اُس زمانہ کو بطور استعارہ کے عہد اگسٹس اُس ملک کا کہتے ہیں ' لفظ اگسٹس کے معنی نہایت مبارک اور عمدہ کے ہیں ' اور اسی شاہنشاہ کے نام سے مہینہ اگسٹ کا نام اُس کی عزت اور یادگار کے واسطے مشہور کیا گیا ۔

† وحشی سے یہ مراد ہی کہ وہ قومیں ناتربیت یافتہ اور غیر مہذب تھیں ۔

اطلاع

ہمارے پاس ہمارے بہت سے دوستوں کے خطوط آئے ہیں جو اپنی عنایت سے میرا فوٹو گراف طلب فرماتے ہیں میں نے حال میں اپنا فوٹو گراف ایک نہایت عمدہ فوٹوگرافر سے بنوایا ہی اور وہ سب تصویریں فوٹوگراف کی کمیٹی مدرسۃالعلوم کو دیدی ہیں پس میرے جن دوستوں کو میری تصویر فوٹوگراف کی مطلوب ہو دو روپیہ قیمت اوسکی طلب فرمالویں وہ سب روپیہ چندہ مدرسۃالعلوم میں جمع ہوگا ۔

راقم
سید احمد

از مقام بنارس

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا